

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

یقیناً ہم نے تجھے اظہار حق کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ذرا نے والا بنا کر بھیجا ہے

# تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گردھی

الفتح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بخاری و مسلم اور مسنند احمد میں حضرت عبد اللہ بن مظہل سے روایت ہے کہ فتح کند والے سال درمیان سفر میں راہ چلتے رسول اللہ نے اپنی اونٹی پر ہی سورہ فتح کی تلاوت کی اور ترجیح سے پڑھ رہے تھے۔

معاویہ (راوی) بیان کرتا ہے کہ اگر مجھے لوگوں کے جمیع ہو جانے کا ذرہ ہوتا تو میں آپ کی تلاوت کی طرح ہی تلاوت کر کے جنمیں شادیتا۔

سورہ فتح کا شان نزول نیز نبی کی عبادت کا حال:

ذی قعده ۶ ہجری میں رسول اللہ عمرہ ادا کرنے کے ارادے سے مدینہ سے مکہ کو چلنے لیکن راہ میں شرکین مکہ نے روک دیا اور مسجد الحرام کی زیارت سے مانع ہوئے پھر وہ لوگ صلح کی طرف بھکے اور حضور نے بھی اس بات پر کہ آپ اگلے سال عمرہ ادا کریں گے

ان سے صلح کر لی جسے صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت پسند نہ کرتی تھی جس میں خاص قابل ذکر ہستی حضرت عمر فاروقؓ کی ہے۔ اپنے ویسے اپنی قربانیاں کیں اور لوٹ گئے جسکا پورا اتفاق بھی اس سورت کی تفسیر میں آ رہا ہے انشاء اللہ۔

پس لوٹتے ہوئے راہ میں یہ مبارک سورت ۲۸ پر نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور اس صلح کو باعتبار ترجیح فتح کہا گیا۔ صحیح بخاری میں ہے حضرت برادر فرماتے ہیں تم فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو اور ہم بیت الرضوان کے واقعہ حدیبیہ کو فتح کرنے ہیں۔ ہم چودہ سو آدمی رسول اللہؐ کے ساتھ اس موقع پر تھے حدیبیہ نامی ایک کنوں تھا۔ ہم نے اس میں سے پانی اپنی ضرورت کے مطابق لینا شروع کیا۔ حجوری دیر میں پانی بالکل ختم ہو گیا ایک قطرہ بھی نہ بچا۔ آخر پانی کے نہ ہونے کی نکایت حضورؐ کے کالوں تک پہنچی اپنے اس کنوں میں کے پاس ۲۸ نے اس کے کنارے پر بیٹھ گئے اور پانی کا برتن منگوا کر دشکو کیا جس میں کلی بھی کی پھر دعا کی اور وہ پانی اس کنوں میں ڈالوادیا حجوری دیر بعد جو ہم نے دیکھا تو وہ پانی سے باللب بھرا ہوا تھا ہم نے بھی پیا جانوروں نے بھی پیا اپنی حاجتیں پوری کیں اور سارے برتن بھر لئے۔

مند احمد میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مردی ہے:

ایک سفر میں میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھا تین مرتبہ میں نے ۲۸ سے کچھ پوچھا۔ اپنے کوئی جواب نہ دیا۔ اب تو مجھے سخت نہ امت ہوئی اس امر پر کہ افسوس میں نے حضورؐ کو تکلیف دی ۲۸ جواب دینا نہیں چاہتے اور میں خواخواہ سر ہوتا رہا۔ پھر مجھے ذرگئے لگا کہ میری اس بے ادبی پر میرے بارے میں کوئی وحی آسمانی نہ نازل ہو چنا تھا میں نے اپنی سواری کو تیز کیا اور اسے کل گیا۔ حجوری دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کوئی منادی میرے نام کی ندا کر رہا ہے۔ میں نے جواب دیا تو اس نے کہا چلو تمہیں حضورؐ یا و فرماتے ہیں۔ اب تو میرا سنانا نکل گیا کہ ضرور کوئی وحی نازل ہوئی اور میں ہلاک ہوا۔ جلدی حاضر حضور ہوا تو ۲۸ نے فرمایا:

**نَزَّلَ عَلَيَ الْبَارِحَةِ سُورَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا:**

گذشت شب مجھ پر ایک سورت اتری ہے جو مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

**پھر ۲۸ پر انا فحنا** کی تلاوت کی۔

یہ حدیث بخاری ترمذی اورنسانی میں بھی ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضورؐ نوائل تجوید غیرہ میں اس قدر وقت لگاتے کہ پھر وہ پروردم پڑھ جاتا تو ۲۸ سے کہا گیا کہ کیا اللہ نے ۲۸ کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں فرمادیے ۲۹ پر نے جواب دیا:

**أَفَلَا أَكُونُ عَنْدًا شَكُورًا؟**

کیا پھر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار غلام نہ ہوں؟

اور روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والی حضرت عائشہؓ تھیں۔ مسلم

**إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فُتُحًا مُبِينًا (۱)**

**بے شک (اے نبی) ہم نے تجھے ایک ظاہر فتح دی ہے**

پس **میں** سے مرا دلکش صریح صاف ظاہر ہے اور فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے جس کی وجہ سے بڑی خیر و برکت حاصل ہوئی، لوگوں میں امن و امان ہوا مون کافر میں بول چال شروع ہو گئی۔ علم اور ایمان کے پھیلانے کا موقع ملا۔

**لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقدَّمَ مِنْ ذَنْبٍ وَمَا تَأْخَرَ ...**

**تاکہ جو کچھ تیرے گناہ کئے ہوئے اور جو تیرے تجھے رہے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے**

آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی یا آپ کا غاصہ ہے جس میں کوئی اور آپ کا شریک نہیں۔ ہاں بعض اعمال کے ثواب میں یہ الفاظ اور وہ کئے بھی آئے ہیں۔

اس میں خشور اکرمؐ کی بہت بڑی شرافت و عظمت ہے۔ آپ اپنے تمام کاموں میں بھائی، استقامت اور اللہ کی فرمانبرداری پر مستقیم تھے ایسے کہ اولین و آخرین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا۔ آپ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ اکمل انسان اور دنیا و آخرت میں کل اولاد آدم کے سردار اور رہبر تھے اور چونکہ خشور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا حافظاً کرنے والے تھے اسی لئے جب آپ کی اونٹی آپ کو لے کے بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا:

**حَسَّهَا حَابِسُ الْفَيل**

**اے ہاتھیوں کے روکنے والے نے روک لیا ہے**

**پھر آپ نے ارشاد فرمایا:**

**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ شَيْئًا يُعَظِّمُونَ بِهِ حُرْمَاتِ اللَّهِ إِنَّا أَجَبْتُهُمْ إِلَيْهَا**

**اسکی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج یہ کفار مجھ سے جو ملکیں گے دوس گا بشرطیک اللہ تعالیٰ کی حرمت کی ہیں۔**

**... وَيَتَمَّ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَيَهْدِكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (۲)**

**اور تجھ پر اپنا احسان پورا پورا کرے اور تجھے سبدھی راہ چلانے**

**وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا (۳)**

**اور تجھے ایک زبردست مدد دے۔**

پس جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی مان لی صلح کو قبول کر لیا تو اللہ عز وجل نے فتح کی سورت اتاری اور دنیا اور دنیا آخرت میں اپنی نعمتوں آپ پر پوری کیں اور شرع عظیم اور دین قویم کی طرف آپ کی رہبری کی اور آپ کے خشوع و خضوع کی وجہ سے اللہ نے آپ کو بلند و بالا کیا۔ آپ کی تواضع فروتنی عاجزی اور انکساری کے بد لے آپ کو عز و جاہ و مرتبہ و منصب عطا فرمایا۔ آپ کے دشمنوں پر آپ کو غلبہ دیا، چنانچہ خود آپ کا فرمان ہے:

وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعْفًا إِلَّا عَزًّاً وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
بندہ درگزر کرنے سے عزت میں بڑھ جاتا ہے اور عاجزی اور انکساری کرنے سے بلندی اور عالی رتبہ حاصل کر لیتا ہے۔  
حضرت عمر بن خطابؓ کا قول ہے:

تو نے کسی کو جس نے تیرے بارے میں اللہ کی تافرمانی کی ہوا یہی سزا نہیں دی کہ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔

---

ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے:

**هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَرَدِّدُوا إِيمَانَهُمْ ...**  
وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔

سکینہ کے معنی یہیں اطمینان رحمت اور وقار کے۔

فرمان ہے کہ حدیبیہ والے دن جن با ایمان صحابہؓ نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لی اللہ نے ان کے دلوں کو مطمئن کر دیا اور انکے ایمان اور بڑھ گئے۔ اس سے حضرت امام بخاریؓ اور آئندہ کرام نے استدلال کیا ہے کہ دلوں میں ایمان بڑھتا ہے اور اسی طرح گھٹتا بھی ہے۔

**وَكَلَّهُ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْمًا حَكِيمًا (٤)**  
۲ سالوں اور زمین کے کل شکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دانا با حکمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے انکدوں کی کمی نہیں وہ اگر چاہتا تو خود ہی کفار کو ہلاک کر دیتا ایک فرشتہ کو بھیج دیتا تو وہ ان سب کو بے نشان اور بر باد کر دینے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس نے اپنی حکمت بالغ سے ایمانداروں کو جہاد کا حکم دیا جس میں اسکی جنت بھی پوری ہو جائے اور دلیل بھی سامنے آجائے اس کا کوئی کام علم و حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ ایمانداروں کو اپنی بہترین نعمتیں اس بھانے عطا فرمائے۔

**لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمَنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ...**  
انجام کا ریہ ہے کہ مسلمان مردوں اور قوں کو ان جنتوں میں لے جائے جن کے نیچے چشمے بہ رہے ہیں جہاں وہ آئیشہ ر ہیں گے

... وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ...

اور ان سے ان کے گناہ دوڑ کر دے

... وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا (۵)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

پہلے یہ روایت گزر پچکی ہے کہ صحابہؓ نے جب حضورؐ کو مبارک باودی اور پوچھا کہ حضورؐ ہمارے لئے کیا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ مؤمن مردوں عورتوں جنتوں میں جائیں گے جہاں چیز پر نہیں جاری ہیں اور جہاں وہ ابد آلا باود تک رہیں گے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ انکے گناہ اور انکی برائیاں دور اور دفع کر دے انہیں انکی برائیوں کی سزا نہ دے بلکہ معاف فرمادے در گزر کر دے بخش دے پرده ڈال دے رحم کر دے اور انکی قدر دالتی کر دے حاصل یہی اصل کامیابی ہے جیسے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

فَمَنْ زُحْزِخَ عَنِ الْمَأْرِ وَأَدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

جو جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں پہنچا دیا گیا وہ مراد کو یقینی ہے۔

وَيَعِذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الطَّاغِيَنَ بِاللَّهِ ظُنُونَ السُّوءِ ...

تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور شرک مردوں اور شرک عورتوں کو عذاب کر لے جو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانیاں رکھنے والے ہیں،

پھر ایک اور وجہ اور غرض بیان کی جاتی ہے کہ اس لئے بھی کہ نفاق اور شرک کرنے والے مردوں عورت جو اللہ کے احکام میں بدعتی کرتے ہیں رسول اللہؐ اور اصحاب رسولؐ کے ساتھ برے خیال رکھتے ہیں کہ یہ ہیں ہی کتنے؟ آج نہیں تو کل انکا نام و نشان منداو یا جائے گا اس جگہ میں بیچ گئے تو اور کسی لا اتی میں تباہ ہو جائیں گے۔

... عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السُّوءِ وَغَضِيبُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَلَعْنَهُمْ وَأَعَدَ اللَّهُمْ جَهَنَّمَ ...

حاصل انہیں پر برائی کا پھیرا ہے اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور انکے لئے دوزخ تیار کی۔

... وَسَاعَتْ مَصِيرًا (۶)

اور وہ بہت بڑی لٹٹنے کی جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حاصل اس برائی کا دائرہ انہیں پر ہے ان پر اللہ تعالیٰ کا غصب ہے یہ رحمت اللہ تعالیٰ سے دور ہیں ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بدترین نمکانا ہے۔

**وَلَّهُ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا** (٧)

اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں لشکر سماں اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ اور حکمت والا ہے۔

دوبارہ اپنی قوت قدرت اور اپنے بندوں کے دشمنوں سے انتقام لینے کی طاقت کو ظاہر فرماتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اللہ العزوجل عزیز و حکیم ہے۔

**إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا** (٨)

یقیناً ہم نے تجھے اظہار حق کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ذرا نے والا ہا کر بھیجا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرماتا ہے ہم نے تمہیں اپنی مخلوق پر شاہد ہنا کر مومنوں کو خوش خبر یا سنانے والا ہا کر کافروں کو ذرا نے والا ہا کر بھیجا ہے۔ اس آیت کی پوری تفسیر سورہ احزاب میں گز رچکی ہے۔

**لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْرِزُوهُ وَتُؤْفِرُوهُ ...**

تاکہ اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاو اور اسکی مدد کرو اور اس کا ادب کرو

**... وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** (٩)

اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح اور شام

تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے نبی پر ایمان لاو اسکی عظمت و احترام کرو بیزرسگی اور پاکیزگی کو تسلیم کرو اور اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی صبح و شام تسبیح کرو۔

**إِنَّ الَّذِينَ يُبَاعِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَاعِعُونَ اللَّهَ ...**

جو لوگ کہ تجھے سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں،

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی تقطیم و محکم بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ تجھے سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خود اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:

**مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطَاعَ اللَّهَ** (4:80)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا کہا مانا۔

**... يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ...**

اسکے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

اللہ کا ہاتھ اگلے ہاتھوں پر ہے، یعنی وہ ان کے ساتھ ہے اگلی باتیں مختاہ ہے اکامکان دیکھتا ہے اگلے ظاہر واپسی کو جانتا ہے پس دراصل رسول اللہ کے واسطے سے ان سے بیعت لینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقْتَلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التُّورَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْءَانِ وَمَنْ أُوفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَأَسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَأْيَاعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (9:111)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے اگلی جانیں اور اگلے مال خرید لئے ہیں اور اگلے بدلتے میں جنت انہیں دے دی ہے۔ اور راہِ الہی میں جہاد کرتے ہیں مرتے ہیں مارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ تورات و انجلیل میں بھی موجود ہے اور اس قرآن میں بھی۔ سمجھ لو کہ اللہ سے زیادہ سچے وعدے والا کون ہو گا؟ پس تمہیں اس خرید و فروخت پر خوش ہو جانا چاہئے دراصل آپ کا میابی یہی ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں:

جس نے راہِ الہی میں تکوار قول لی اس نے اللہ سے بیعت کر لی۔

اور حدیث میں ہے حجر اسود کے بارے میں حضور نے فرمایا:

اے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کھڑا کرے گا اسکی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھنے کا اور زبان ہو گی جس سے بولے کا اور جس نے اے حق کے ساتھ بوس دیا ہے اس کی کوئی دے گا اسے بوس دینے والا دراصل اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے والا ہے۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

**... فَمَنْ تَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ ...**

پھر جو شخص عہد بٹکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد بٹکنی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بیعت کے بعد عہد بٹکنی کرے اسکا وہاں خود اسی پر ہو گا اللہ کا وہ کچھ نہ بگاڑے گا اور جو اپنی بیعت کو بھا جائے وہ بڑا اثواب پائے گا۔

**صلح حدیبیہ کا واقعہ احادیث کی روشنی میں:**

یہاں جس بیعت کا ذکر ہے وہ بیعت الرضوان ہے جو ایک ہبول کے درخت تلے حدیبیہ کے میدان میں ہوئی تھی اس دن بیعت کرنے والے صحابہ کی تعداد تقریباً چودہ سو تھی۔ اس واقعہ کی حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

بخاری شریف میں ہے تم اس دن چودہ سو تھے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے:

آپ نے اس پانی میں ہاتھ رکھا پس آپ کے انگلیوں کے درمیان سے پانی کی سوتیں ابلجے لگیں۔

یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے جس میں ہے کہ صحابت پر اسے ہوئے پانی تھا نہیں حضور نے انہیں اپنے ترکش میں سے ایک تیر کا لکر دیا انہوں نے جا کر حدیث کے کنویں میں اسے گزدیا۔ اب تو پانی جوش کے ساتھ اعلیٰ گایہاں تک کہ سب کو کافی ہو گیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ اس روز تم کتنے تھے؟

فرمایا چودہ سو یکان اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو یا تو اس قدر تھا کہ سب کو کافی ہو جاتا۔  
بخاری کی اور روایت میں ہے کہ پندرہ سو تھے۔

اس بیعت کا سبب سیرت محمد بن الحنفی میں ہے کہ پھر رسول اللہ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا کہ آپ کو مکہ بھیج کر قریش کے سرداروں سے کہلوائیں کہ حضور ولادی بھڑائی کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ آپ بیت اللہ کے عمرؑ کے لئے آئے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ میرے خیال سے تو اس کام کے لئے آپ (حضرت) عثمانؓ کو بھیجیں کیونکہ مکہ میں میرے خاندان میں سے کوئی نہیں یعنی خوندی بن کعب کا قبیلہ نہیں جو میری حمایت کرے آپ جانتے ہیں کہ قریش سے میں نے کتنی اور کیا کچھ دشمنی کی ہے اور مجھ سے وہ کس قدر خارکھائے ہوئے ہیں تو مجھے تو وہ زندہ بھی نہیں چھوڑیں گے۔

چنانچہ حضورؐ نے اس رائے کو پسند فرمایا کہ جناب عثمانؓ کو ابوحنیان اور سردار ان قریش کے پاس بھیجا۔ آپ جا ہی رہے تھے کہ راستے میں یا مکہ میں داخل ہوتے ہی ابان بن سعید بن عاص مل گئے اور اس نے آپ کو اپنے آپ کے پاس لے گئے۔ آپ قریش کے بڑوں کے پاس گئے اور حضورؐ کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اگر بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر لیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہؐ سے پہلے میں طواف کراؤ۔ اب ان لوگوں نے جناب ذوالنورؓ کو روک لیا۔

ادھر انگل اسلام میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا۔ اس وحشت اثر خبر نے مسلمانوں کو اور خود اللہ کے رسولؐ کو بڑا صدمہ پہنچایا اور آپ نے فرمایا کہ اب تو ہم بغیر فیصلہ کئے یہاں سے نہیں بننے کے چنانچہ آپ نے صحابہؓ کو بلوایا اور ان سے بیعت لی ایک درخت تک یہ بیعت الرضوان ہوئی۔

لوگ کہتے ہیں یہ بیعت موت پری تھی یعنی لارتے لارتے مر جائیں گے لیکن حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ موت پر بیعت نہیں لی تھی بلکہ اس اقرار پر کہ تم لاوتی سے بھاگیں گے نہیں۔ جتنے مسلمان صحابہؓ اس میدان میں تھے سب نے آپ سے بہ رضا مندی بیعت کی بجز جد بن قیمیں کے جو قبیلہ ہو سلمہ کا ایک شخص تھا یا اپنی اونٹی کی آڑ میں چھپ گیا۔ پھر حضورؐ کو اور صحابہؓ کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ غلط تھی۔

اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمر و حبیطہ ابن عبد العزی اور مکر زہن حفص کو آپ کے پاس بھیجا یہ لوگ ابھی نہیں تھے جو بعض مسلمانوں اور بعض شرکوں میں کچھ تیز کالا شروع ہو گئی توہت یہاں تک پہنچی کہ سک باری اور تیر باری بھی ہوئی اور دونوں طرف کے لوگ کھینچ گئے ادھران لوگوں نے حضرت عثمانؓ وغیرہ کو روک لیا اور ہر یہ لوگ رک گئے اور رسول اللہؐ کے منادی نے ندا کر دی کہ روح القدس اللہ کے رسول کے پاس آئے اور بیعت کا حکم دے گئے آؤ اللہ کا نام لے کر بیعت کر جاؤ۔

اب کیا تھا مسلمان بے تاب و دوزے ہوئے حاضر حضور ہوئے آپ اس وقت درخت تک سچے سب نے بیت کی اس بات پر کہ وہ ہرگز ہرگز کسی صورت میں میدان سے من موز نے کا نام نہ لیں گے۔ اس سے مشرکین کا پٹ اٹھے اور جتنے مسلمان اُنکے پاس تھے سب کو چھوڑ دیا اور صلح کی درخواست کرنے لگے۔

نتیجی میں ہے کہ بیت کے وقت اللہ کے رسول نے فرمایا:

اَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ رَسُولُكَ كَمْ كُوْنَجَنَّ هُوَيْ هُوَيْ مِنْ۔ پس آپ نے خود اپنا ایک باتھ دوسرا باتھ پر رکھا گویا حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیت کی۔ پس حضرت عثمانؓ کے لئے رسول اللہؐ کا باتھ ان کے اپنے باتھ سے بہت افضل تھا۔

اس بیت میں سب سے پہلی کرنے والے حضرت ابو شعیب اسدؓ تھے انہوں نے سب سے ۲ گے بڑا کر فرمایا حضور! باتھ پہنچا لیئے تاکہ میں بیت کروں۔

آپؐ نے فرمایا کس بات پر بیعت کرتے ہو؟

ہواب دیا جو آپؐ کے دل میں ہوا س پر۔

حدیبیہ کا وہ کنوں جس کا ذکر اوپر گزرا صرف اتنے پانی کا تھا کہ پچاس سکریاں بھی آسودہ نہ ہو سکیں۔

حضرت سعید بن میتب کے والد بھی اس موقع پر حضورؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کا بیان ہے کہ اُنگے سال جب ہم حج کو گئے تو اس درخت کی جگہ ہم پر پوشیدہ رہی ہم نے معلوم کر سکے کہ جس جگہ حضورؐ کے ساتھ پر ہم نے بیت کی تھی، اب اگر تم پر یہ پوشیدگی کھل گئی ہو تو تم جانو۔

**... وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (۱۰)**

اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ تعالیٰ بہت بڑا اجر دے گا۔

ان بزرگوں کی ثابتیان ہو رہی ہے کہ یہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں ان کے باتھوں پر اللہ کا باتھ ہے، اس بیعت کو تو زن والا اپنا ہی نقسان کرنے والا ہے اور اسے پورا کرنے والا بڑا اجر کا مستحق ہے جیسے فرمایا:

**لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بِيَأْعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ**

**فَعَلَمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (۱۸)**

الله تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جبکہ انہوں نے درخت تک جگہ سے بیعت کی اُنکے دلی ارادوں کو اس نے جان لیا پھر ان پر دل جمعی نازل فرمائی اور عنقریب کی فتح سے انہیں سرفراز فرمایا۔

## منافقوں کے حیلے بہانے:

جو اعراب لوگ جہاد سے بھی چراکر رسول اللہؐ کا ساتھ چھوڑ کر موت کے ذر کے مارے گھر سے نہ لفٹے تھے اور جانتے تھے کہ کفر کی زبردست طاقت ہمیں پچنا چور کر دے گی اور جو اتنی بڑی جماعت سے کفر لینے گئے ہیں یہ تباہ ہو جائیں گے بال پچھوں سے ترس جائیں گے وہیں کاٹ دالے جائیں گے جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول مع اپنی پاک ہمارے مجاہدین کی جماعت کے انہی خوشی واپس آ رہے ہیں تو اپنے دل میں مطلب کا نہیں لگا کہ اپنی شجاعتی رہے۔

**سَيَقُولُ لَكَ الْمُخْلَفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلْتَا أُمُوَالَنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ...**

جو بدھی لوگ پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے اور اب تجھ سے کہیں گے کہ تم اپنے ماں والوں اور بال پچھوں میں لگے رہ گئے پس آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کیجئے۔

**...يَقُولُونَ بِالسِّنَّتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ...**

یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو انکے والوں میں نہیں ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے جنی کو پہلے ہی خبر دار کر دیا کہ یہ بدھاٹن لوگ آ کر اپنے ضمیر کے خلاف اپنی زبان کو حرکت دیں گے اور عذر پیش کریں گے کہ حضور بال پچھوں اور کام کا حق سے دکھنے ہو۔ ورنہ ہم تو ہر طرح تابع فرمان ہیں ہماری جان تک حاضر ہے۔ اپنی مزید ایمانداری کے اظہار کے لئے یہ بھی کہدیں گے کہ حضرت آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے۔

**...فَلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بَعْضًا أُوْ أَرَادَ بَعْضًا نَفْعًا...**

تو جواب دے کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون رکھتا ہے؟ اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو یا تمہیں کوئی نفع دینا چاہے تو،

تو آپ انہیں جواب دے دینا کہ تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچائے تو کون ہے جو اسے دفع کر سکے؟ اور اگر وہ تمہیں نفع دینا چاہے تو کون ہے جو اسے روک سکے؟

**... بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱۱)**

بلکہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

قبح اور بناوت سے تمہاری ایمانداری اور نقاۃ سے وہ بخوبی آگاہ ہے ایک ایک عمل سے باخبر ہے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں

**بَلْ ظَنَّتُمْ أَنَّ لَنْ يَنْقِلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا...**

تمہیں بلکہ تم نے تو یہ گمان کر رکھا تھا کہ ضمیر اور مسلمانوں کا اپنے گھروں کی طرف لوٹ آنا قطعاً ناممکن ہے

**... وَزِينَ ذَلِكَ فِي قُلُوبُكُمْ وَظَنَّتُمْ ظُنُونَ السَّوْعِ ...**

اور یہی خیال تمہارے دلوں میں رج گیا تھا اور تم نے برآگمان کر کھاتھا۔

**... وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورَاً (۱۲)**

در اصل تم لوگ ہو یہی بلاکت والے۔

در اصل تمہارا پیچھے رہ جانا کسی عذر کے باعث نہ تھا بلکہ بطور نافرمانی کے ہی تھا۔ صاف طور پر تمہارا نفاق اسکا باعث تھا تمہارے دل ایمان سے خالی ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رسول کی اطاعت میں بھائی کا یقین نہیں اس وجہ سے تمہاری جانیں تم پر گراس ہیں تم اپنی نسبت تو کیا بلکہ رسول اللہ اور صحابہ رسول کی نسبت بھی یہی خیال کرتے تھے کہ یقین کردیجے جائیں گے انکی بھوی اڑ جائے گی ان میں سے ایک بھی نہیں سکے گا جو انکی خبر تو لا کر دے ان بد خیالیوں نے تمہیں نامروہ بنا رکھا تھا تم در اصل برہاد شدی لوگ ہو۔

کہا گیا ہے **بُورَاً غَفِتْ عَمَانَ** ہے۔

**وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِكَافِرِينَ سَعِيرًا (۱۳)**

جو شخص اللہ پر ایمان نہ لائے تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لئے دھکنی ۲۶  
تیار کر رکھی ہے۔

جو شخص اپنا عمل خالص نہ کرے اپنا عقیدہ مضبوط نہ بنائے اسے اللہ تعالیٰ وزخ کی ۲۶ میں عذاب کرے گا کوئی نیا میں  
وہ بخلاف اپنے باطن کے ظاہر کرتے رہے۔

**وَلَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...**

زمین و آسمان کی باادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے۔

**... يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَعِذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (۱۴)**

جسے چاہے بخشنے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ ہر بخشش والا امیر بان ہے۔

اللہ جبار ک و تعالیٰ اپنے ملک اپنی شہنشاہی اور اپنے اختیارات کا بیان فرماتا ہے کہ مالک و متصرف وہی ہے بخشنش اور  
عذاب پر قادر وہ ہے لیکن ہے غفور و رحیم جو بھی اس کی طرف جھکے وہ اسکی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جو اسکا دروازہ  
کھلکھلانے وہ اسکے لئے اپنا دروازہ کھول دیتا ہے خواہ کتنے ہی گناہ کے ہوں جب تو پر کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمایتا ہے اور  
گناہ بخشن دیتا ہے بلکہ حرم اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔

خبر کی غنیمت اہل حدیبیہ کے لئے:

**سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَى مَعَانِمِ لِتَأْخُذُوهَا دُرُونَا نَثَبِعُكُمْ ...**

جب تم شیعیتیں لینے جانے لگو گے تو جہت سے یہ پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ کہنے لگیں گے کہ  
ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیجئے،

ارشادِ الٰہی ہے کہ جن بد وی لوکوں نے حدیبیہ میں اللہ کے رسول کا اور صحابہ کا ساتھ نہ دیا وہ جب حضورؐ کو اور ان اصحاب کو  
خبر کی فتح کے موقع پر مال غنیمت سنبھلنے کے لئے جاتے ہوئے دیکھیں گے تو ۲۴ روز کریں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے لو۔  
صیہبত کو دیکھ کر تو پیچھے ہٹ گئے راحت کو دیکھ کر شامل ہونا چاہئے یہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں ہرگز ساتھ نہ لینا۔  
جب یہ جنگ سے جی چاکیں تو پھر غنیمت میں حصہ کیوں لیں؟ اللہ تعالیٰ نے خبر کی شیخوں کا وعدہ اہل حدیبیہ سے کیا ہے نہ کہ  
ان سے جو کھنڈ وقت کھج جائیں اور آرام کے وقت مل جائیں۔

**... يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ...**

چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں،

اگلی چاہت ہے کہ کلامِ الٰہی کو بدل دیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے تو صرف حدیبیہ کی حاضری والوں سے وعدہ کیا تو یہ چاہتے ہیں  
کہ باوجود اپنی غیر حاضری کے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے میں مل جائیں تاکہ وہ بھی بدلنا ہوا ثابت ہو جائے۔  
ابن جریحؓ کا قول ہے کہ مراد اس سے ان منافقوں کا مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر جہاد سے باز رکھنا ہے۔

**... قُلْ لَن تَتَبَعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلِ ...**

تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرم اچکا ہے کہ تم ہرگز ہماری بیرونی نہ کرو گے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں اگلی اس آرزو کا جواب دو کہ تم ہمارے ساتھ چلنا چاہو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ یہ وعدہ اہل  
حدیبیہ سے کر چکا ہے اس لئے تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔

**... فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَا ...**

وہ اسکا جواب دیں گے کہ اچھا ہمیں معلوم ہو گیا تم ہم سے جلتے ہوئیں چاہتے کہ غنیمت کا حصہ تمہارے سوا کسی اور کو ملے۔

**... بَلْ كَانُوا لَا يَفْقُهُونَ إِلَّا قَلِيلًا (۱۵)**

اصل بات یہ ہے کہ ان میں سمجھ بہت ہی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دراصل یہ اگلی ناگھی ہے اور اسی ایک پر کیا موقوف ہے یہ لوگ سرا سربے بھجے ہیں۔

سخت جنگجو قوم کوئی ہے:

قُل لِّلْمُخْلَفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتَدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ أُولَئِي بَأْسٍ شَدِيدٍ  
ثُقَاتِلُوْهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ...

اگر تم پیچھے رہے ہوئے بدیوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں،

وہ سخت لاکا قوم جن سے لڑنے کی طرف یہ بلائے جائیں گے کوئی قوم ہے؟  
اس میں کئی اقوال ہیں

۔ ایک تو یہ کہ اس سے مراد قبیلہ ہوازن ہے۔

۔ دوسرے یہ کہ اس سے مراد قبیلہ ثقین ہے۔

۔ تیسرا یہ کہ اس سے مراد قبیلہ ہونغینہ ہے۔

۔ چوتھے یہ کہ اس سے مراد اہل فارس ہیں۔

۔ پانچویں یہ کہ اس سے مراد رومی ہیں۔

۔ چھٹے یہ کہ اس سے مراد بت برست ہیں۔

بعض فرماتے ہیں اس سے مراد کوئی خاص قبیلہ یا گروہ نہیں بلکہ مطلق جنگجو قوم مراد ہے جو ابھی تک مقابلہ میں نہیں آئی۔  
حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرداروں ہیں۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں:

قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے نہ لڑو جنکی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور ناک میٹھی ہوئی ہوگی،  
انکے مقابلہ میں پتہ ڈھالوں کے ہوں گے۔

حضرت سفیانؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ترک ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ تمہیں ایک قوم سے جہاد کرنے پر گا جنکی جوتیاں بالوں دار ہوں گی۔

ثُقَاتِلُوْهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے جہاد قتال تم پر مشروع کر دیا گیا ہے اور یہ حکم باقی رہے گا۔ رب تعالیٰ ان پر تمہاری مدد  
کرے گا یا یہ کہ وہ خود بخوبی غیر لے بھرے دین اسلام قبول کر لیں گے۔

... فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتُكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ...

پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عنقریب بہت بہتر بدل دے گا۔

... وَإِنْ شَوَّلُوا كَمَا تَوَلَّتُم مِّنْ قَبْلٍ يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۶)

اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم مان لو گے اور جہاد کے لئے انحصار کر - ہو جاؤ گے اور حکم کی بجا آوری کرو گے تو تمہیں بہت ساری نیکیاں ملیں گی اور اگر تم نے وہی کیا جو حد پہلی کے موقع پر کیا تھا اسی بزدیلی سے بیٹھنے رہے جہاد میں شرکت نہ کی احکام کی قیمت سے جی چڑایا تو تمہیں المناک عذاب ہو گا۔

لِيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَاجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ...

اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لگڑاے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے۔

یہاں جہاد کے ترک کرنے کے جو صحیح عذر ہیں انکا بیان ہو رہا ہے اپنے وعدہ تو وہ بیان فرمائے جو لازمی ہیں یعنی  
ا۔ اندھا پن اور  
ب۔ لگڑا پن

اور ایک عذر وہ بیان فرمایا جو عارضی ہے جیسے بیماری کہ چند دن رہی پھر چل گئی۔

پس یہ بھی بیماری کے زمانے میں معدود ہیں باس تدرست ہونے کے بعد یہ معدود نہیں۔

... وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُذْخِلُهُ جَنَّاتٍ ثَجْرِيٍّ مِّنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ...

جو کوئی اللہ اور رسول کی فرمادگاری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جسکے درختوں تک چشمے جاری ہیں

... وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبُهُ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۷)

اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک سزا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ جہاد کی ترغیب دیتے ہوتے فرماتا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کا فرمانبرداری ہے اور جو جہاد سے بے رثیتی کرے اور دنیا کی طرف سراہ مرتजہ ہو جائے معاشر کے پیچے اخوت کو بھول جائے اسکی سزا دنیا میں ذلت اور اخوت میں دکھکی مار ہے۔

حدیبیہ میں بول کا مبارک درخت:

**لَفْدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ...**

یقیناً اللہ تعالیٰ مونموں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تسلی مجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

پہلے پیان ہو چکا ہے کہ یہ بیعت کرنے والے چودہ سو کی تعداد میں تھے اور یہ درخت بول کا تاج جو حدیبیہ کے میدان میں تھا۔

**... فَعِلَمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَثْحًا قَرِيبًا (۱۸)**

اُنکے دلوں میں جو تھا سے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا

اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُنکی ولی صداقت نیت و فنا اور ماننے کی عادت کو اللہ تعالیٰ نے معلوم کر لیا پس اُنکے دلوں میں اطمینان ذال دیا اور قریب کی فتح انعام فرمائی۔

**وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا...**

اور بہت سی شیخیتیں جنمیں وہ حاصل کریں گے

یقین وہ مسئلہ ہے جو حدیبیہ کے میدان میں ہوئی جس سے عام بھائی حاصل ہوئی اور جس کے قریب ہی محیر فتح ہوا پھر تھوڑے زمانے کے بعد مکہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اور قلعے اور علاقوں بھی فتح ہوتے چلے گئے اور وہ عزت و نصرت فتح وظفر اقبال اور رفت حاصل ہوئی کہ دنیا انگشت بدند اس حیران و پریشان رہ گئی۔ اسی لئے فرمایا کہ بہت سی شیخیتیں عطا فرمائے گا۔

**... وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۹)**

اللہ غالب ہے حکمت والا۔

چیز غلبے والا اور کامل حکمت والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے:

ہم حدیبیہ کے میدان میں دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے جو رسول اللہ کے منادی نے ندادی کو اکو بیعت کے لئے آگے بڑھو روح القدس آچکے ہیں۔ ہم بھاگے دوڑے حاضر حضور ہوئے اپنے اس وقت بول کے درخت تسلی تھے، ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جس کا ذکر آیت **لَفْدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** میں ہے۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرا پر رکھ کر خود ہی بیعت کر لی ہم نے کہا عثمانؓ پرے خوش نصیب رہے کہ ہم تو یہاں پرے ہوئے ہیں اور وہ بیعت اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ یہ سن کر جناب رسول مقبولؓ نے فرمایا بالکل ناممکن ہے کہ عثمانؓ مجھ سے پہلے طواف کر لے۔ کوئی سال تک وہاں رہے۔

معاہدہ حدیبیہ کی دفعات اور کافروں کا اشتغال:

وَعَدْكُمُ اللَّهُ مَعَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا ...

اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت ساری غنیموں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے

ان بہت سی غنیموں سے مراد آپ کے زمانے اور بعد کی سب تسبیحیں ہیں۔

...فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ...

پس یہ تو تمہیں جلدی ہی عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے

جلدی کی فضیلت سے مراد خیر کی فضیلت ہے اور حدیبیہ کی صلح ہے۔

... وَلَتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيْكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (۲۰)

تاکہ مومنوں کے لئے یہ ایک نمونہ ہو جائے اور تاکہ وہ تمہیں سیدھی راہ چلا جائے،

اس اللہ تعالیٰ کا احسان یہ بھی ہے کہ کفار کے بد ارادوں کو اس نے پورا نہ ہونے دیا۔ نہ کے کے کافروں کے نہ ان منافقوں کے جو تمہارے پیچھے مدینے میں رہے تھے نہ یہ تم پر عمل آور ہو سکے نہ وہ تمہارے بال پیچوں کو کچھ ستائے ہے اس لئے کہ مسلمان اس سے عبرت حاصل کریں اور جان لیں کہ اصل حافظ و ناصر اللہ ہی ہے پس دشمنوں کی کثرت اپنی قات سے بہت نہ ہار دیں اور یہ بھی یقین کر لیں کہ ہر کام کے انجام کا علم اللہ ہی کو ہے۔

بندوں کے حق میں بہتری بھی ہے کہ وہ اسکے فرمان پر عامل رہیں اور اسی میں اپنی خیریت سمجھیں کو وہ فرمان پر ظاہر خلاف طبع ہوئہ بہت ملکا ہے کہ تم جسے ناپسند رکھتے ہو وہی تمہارے حق میں بہتر ہو وہ تمہیں حکم بجا آوری اور ایسا یعنی رسول اور پیغمبر اپنے دشمنوں کے عوض راہ مستقیم دکھائے کا اور دیگر غنیموں اور فتح مدد یا اس بھی عطا فرمائے کا جو تمہارے ہیں کی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود تمہاری مدد کرے گا اور ان مشکلات کو تم پر آسان کر دے گا۔

سب چیزیں اللہ کے بس میں ہیں وہ اپنا ذرکر کئے والے بندوں کو ایسی جگہ سے روز یاں پہنچاتا ہے جو کسی کے خیال میں تو کیا خودا نکلے اپنے خیال میں میں بھی نہ ہوں۔

وَآخَرَى لَمْ تَفَرُّوا عَلَيْهَا قُدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ...

اور تمہیں اور غنیموں بھی دے جن پر اب تک تم نے قابو نہیں پایا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قابو میں رکھا ہے۔

... وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا (۲۱)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس غنیمت سے مراد خیر کی غنیمت ہے جس کا وعدہ صلح حدیبیہ میں پہاں تھا یا کمکی فتح ہے یا فارس و روم کے مال میں یا وہ تمام فتوحات ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہوں گی۔

**وَلُوْ قَاتِلُكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَوَا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلَيْا وَلَا نَصِيرًا (۲۲)**  
اور اگر تم سے کافر جنگ کرتے تو البتہ پینچھے کھا کر بھاگتے پھر نہ تو کوئی کار ساز پائے نہ مدد گار۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہے کہ وہ کفار سے مرعوب اور خائف نہ ہوں اگر کافر متابلے پر آئے تو اللہ اپنے رسول اور مسلمانوں کی مدد کرے گا اور ان بے ایمانوں کو نکلت فاش دے گا یہ پینچھے کھائیں گے اور منہ پیغمبر میں گے اور کوئی والی اور مدد گار بھی انہیں نہ ملے کا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بڑنے کے لئے ۲۷ ہیں اور اسکے ایماندار بندوں کے پیچھے پرے ہوئے ہیں۔

**سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلٍ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةَ اللَّهِ تَبْدِيلًا (۲۳)**

اللہ تعالیٰ کے اس قاعدے کے مطابق جو پبلے سے چاہا یا ہے

تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے قائد کے بدلتا ہوانہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی اس کی عادت ہے کہ جب کفر و ایمان کل مقابلہ ہوایمان کو کافر پر غالب کرتا ہے اور حق کو ظاہر کر کے باطل کو دبا دتا ہے جیسے کہ بدروالے دون بہت سے کافروں کو جو باسامان تھے چند مسلمانوں کے مقابلے میں جو بے سرو سامان تھے نکلت فاش دی۔

**وَهُوَ الَّذِي كَفَرَ أَيْدِيهِمْ عَنْهُمْ وَأَيْدِيْكُمْ عَنْهُمْ بَيَطْنَ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ  
أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ...**

وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر فتح یا بکری دیا تھا،

**...وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (۲۴)**  
تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس احسان کو بھی نہ بھولو کر میں نے مشرکوں کے ہاتھوں تک نہ پہنچنے دیئے اور تمہیں بھی مسجد حرام کے پاس لوٹنے سے روک دیا اور تم میں ان میں صلح کر دی جو دراصل تمہارے حق میں سرا سر بہتری ہے کیا دنیا کے اعتبار سے کیا ۲۷ خرث کے اعتبار سے۔

وہ حدیث یاد ہوگی جو اسی سورت کی تفہیر میں پرداخت حضرت سلمہ بن اکوئے گزر چکی ہے کہ جب ستر کا فروں کو باندھ کر صحابہؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا انہیں چانے دو اگلی طرف سے ہی ابتداء ہوا اور انہی کی طرف سے دوبارہ شروع ہو۔ اسی بابت یہ آیت اتری۔

مند احمد میں ہے کہ اسی کا فرہنچیاروں سے آراستہ جبل تھیم کی طرف سے چپ چپاتے موقع پا کر اڑائے لیکن حضورؐ غافل نہ تھے آپؐ نے فوراً لوگوں کو آگاہ کر دیا اس گرفتار کرنے لئے اور حضورؐ کے سامنے پیش کئے گئے آپؐ نے از راہ مہربانی اگلی خطاب معاف فرمادی اور ان سب کو چھوڑ دیا۔ اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔

یہ حدیث مسلم ابو داؤد ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مظہل مدفون فرماتے ہیں جس درخت کا ذکر قرآن میں ہے اس کے نیچے نبی تھے ہم لوگ بھی آپؐ کے ارد گرد تھے اس درخت کی شاخیں حضورؐ کی کمر سے لگ رہی تھیں حضرت علیؓ اور سہیل ابن عمر و آپؐ کے سامنے تھے حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا **سِمُّ اللَّهِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ** لکھواں پر سہیل نے حضورؐ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا ہم رحمن اور رحیم کو نہیں جانتے ہمارے اس صلح نامہ میں ہمارے دستور کے مطابق لکھوا یعنے۔

پس آپؐ نے فرمایا **بِاسْمِكَ اللَّهِ** لکھا پھر لکھا یہ وہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد نے اہل مکہ سے صلح کی۔

اس پر پھر سہیل نے آپؐ کا ہاتھ تھام کر کہا اگر آپؐ رسول اللہ ہی ہیں تو پھر ہم نے بڑا ظلم کیا اس صلح نامہ میں وہی لکھا یعنے جو ہم میں مشہور ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا لکھویہ وہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے اہل مکہ سے صلح کی۔

انتہے میں تمیں نوجوان کفار ہنچیاں بند آن پڑے آپؐ نے اسکے حق میں بد دعا کی اللہ تعالیٰ نے انہیں بہرا بنا دیا ہم اٹھئے اور انکو سامنے پیش کر دیا۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا کسی نے تمہیں امان دی ہے یا تم کسی کی ذمہ داری پر آئے ہو؟ انہوں نے انکار کیا۔

لیکن باوجود اس کے آپؐ نے ان سے درگز فرمایا اور انہیں چھوڑ دیا اس پر یہ آیت **وَهُوَ اللَّهُ** نازل ہوئی۔ نسائی

حضرت ابن عباسؓ کے مولیٰ حضرت عمر مقرر ملتے ہیں کہ قریش نے اپنے چالیس یا پچاس آدمی بیجیج کو وہ حضورؐ کے ارد گرد گھومتے رہیں اور موقع پا کر کچھ نقصان پہنچا تھیں یا کسی کو گرفتار کر کے لے آئیں، یہاں یہ سارے کے سارے پکڑ لئے گئے لیکن پھر حضورؐ نے انہیں معاف فرمادیا اور سب کو چھوڑ دیا انہوں نے آپؐ کے لشکر پر کچھ پھر بھی پیٹکے تھے اور کچھ تیر بھی چلانے تھے۔

یہ بھی مردی ہے کہ ایک صحابی جنہیں اہن زینم کہا جاتا تھا حدیثیہ کے ایک نیلے پر چڑھے تھے مشرکین نے تیر بازی کر کے آپؐ کو شہید کر دیا۔ حضورؐ نے کچھ سوار کئے تاقاب میں روانہ کئے وہ ان سب کو جو تعداد میں بارہ سوار تھے گرفتار کر کے لے آئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس میری جانب سے کوئی امان ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا کوئی عہد و پیمانہ ہے؟ کہا نہیں۔ لیکن پھر بھی حضورؐ نے انہیں چھوڑ دیا اور اسی بارے میں یہ آیت **وَهُوَ اللَّهُ** نازل ہوئی۔

شہادت عثمانؑ کی افواہ پر اصحاب رسول سے بیعت رضوان:

**هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيٰ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحَلَّهُ ...**

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا اس کے موقع میں پہنچنے سے روکا۔

مشرکین عرب جو قریش تھے اور جو انکے ساتھ اس عہد پر تھے کہ وہ رسول اللہ سے جنگ کریں گے انکی نسبت قرآن خوب دیتا ہے کہ دراصل کفر پر یہ لوگ ہیں انہوں نے ہی تمہیں مسجد حرام بیت اللہ سے روکا ہے حالانکہ اصلی حقدار اور زیادہ لاکن خانہ اللہی کے تم ہی لوگ تھے پھر انکی سرکشی اور مخالفت نے انہیں یہاں تک اندھا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کی قربانیوں کو بھی قربان گاہ تک نہ جانے دیا۔ یہ قربانیاں تعداد میں ستر تھیں جیسے کہ عنقریب اسکا بیان آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

**... وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ ...**

اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی

**... أَن تَطُوُّهُمْ فَتُصِّبِّكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةً بَغْيَرِ عِلْمٍ ...**

یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر انکی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا تو بقصہ طے کر دیا جاتا

**... لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ**

لیکن ایسا نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے۔

**لُوْزَيْلُوا لَعَذَّبَنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۲۵)**

اور اگر یہ مل گئے ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم انکو دردناک سزا دیتے۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ سردست تمہیں لا ای کی اجازت نہ دیئے میں پوشیدہ رازی تھا کہ انہی چند کمزور مسلمان کے میں ایسے ہیں جو ان طالبوں کی وجہ سے نہ اپنے ایمان کو ظاہر کر سکے ہیں نہ بھرت کر کے تم میں مل سکے ہیں اور نہ تم انہیں جانتے ہو اگر تمہیں اجازت دے دی جاتی اور تم اہل مکہ پر چھاپ مارتے تو وہ چچے کے مسلمان بھی تمہارے ہاتھوں شہید ہو جاتے اور بے علمی میں ہی تم مستحق گناہ اور وحیت بن جاتے ہیں ان کفار کی سزا کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اور پیچھے ہٹا دیا تاکہ ان کمزور مسلمانوں کو چھکا رامل جائے اور جن کی قسمت میں ایمان ہے وہ ایمان لا چکیں۔

حضرت جنید بن سعیج فرماتے ہیں صح کو میں کافروں کے ساتھ مل کر رسول اللہ سے لورہا تھا لیکن اسی شام کو اللہ تعالیٰ نے میرا دل پھیرو دیا، میں مسلمان ہو گیا اور اب حضور کے ساتھ ہو کر کفار سے لورہا تھا، ہمارے ہی بارے میں یہ آیت **ولو لا رجل نازل** ہوتی ہے، ہم کل تو شخص تھے سات مردو دعور تھیں۔ طبرانی

**إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيمَةَ حَمِيمَةَ الْجَاهِلِيَّةِ ...**

جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی

**... فَانْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى ...**

سوال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مؤمنین کو اپنی طرف سے جمل عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات میں جانے رکھا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جبکہ یہ کافراپے دلوں میں غیرت و حیثیت جاہلیت کو جما پکھے تھے صلح نامہ میں **بسم الله الرحمن الرحيم** لکھنے سے انکار کر دیا۔ حضور کے نام کے ساتھ لفظ **رسول الله** لکھوانے سے انکار کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے نبی اور مؤمنوں کے دل کھول دیجئے ان پر اپنی سکیت نازل فرمائیں مھبوط کر دیا اور تقویٰ کے لئے پرانیں جمادیاں یعنی **لا إله إلا الله** پڑھیے کہ ابن عباس کا فرمان ہے۔

**وَكَانُوا أَحَقُّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۲۶)**

اور وہ اسکے زیادہ مستحق ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

فرمان ہے اللہ تعالیٰ بخوبی ہر چیز کو جانے والا ہے، اسے معلوم ہے کہ مستحق خیروں ہے اور مستحق شرکوں؟

ان حدیثوں کا بیان جن میں حدیبیہ کا قصہ اور صلح کا واقعہ ہے:

مند احمد میں ہے حضرت سورہ بن مخزوم اور حضرت مروان بن حکم فرماتے ہیں:

رسول اللہ زیارت بیت اللہ کے ارادے سے چلے آپ کا ارادہ جنگ کا نہ تھا مگر اونٹ قربانی کے آپ کے ساتھ تھے کل ساتھی آپ کے ساتھ سات سو تھے ایک اونٹ دس دس دمیوں کی طرف سے تھا آپ جب عسفان پہنچ تو بشر بن سفیان کشمی نے آپ کو خبر دی کہ یا رسول اللہ قریشیوں نے آپ کے آنے کی خبر پا کر مقابله کی تیاریاں کر لی ہیں اور عمدہ دیپان کر لئے ہیں کہ وہ آپ کو اس طرح جزا مکد میں نہیں آنے دیں گے خالد بن ولید کو انہوں نے چھوٹا سا لٹکر دے کر کران غمیم تک پہنچا دیا ہے۔

یہ سن کر اللہ کے رسول نے فرمایا قریشیوں کو لڑائی نے کھالی کتنی اچھی بات تھی کہ وہ مجھے اور لوگوں کو چھوڑ دیتے اگر وہ مجھ پر غالب آ جاتے تو اکا مقصد پورا ہو جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور لوگوں کو غائب کر دیتا تو پھر یہ لوگ بھی دین اسلام قبول کر لیتے اور اگر اس وقت بھی اس دین پر نہ آنا چاہتے تو مجھ سے لوتتے اور اس وقت اکنی طاقت بھی پوری ہوتی، قریشیوں نے

کیا سمجھ رکھا ہے؟ قسم اللہ تعالیٰ کی اس دین پر میں ان سے جماد کرتا رہوں گا بہاں تک کہ یا تو اللہ تعالیٰ مجھے ان پر حکم کھلا غلبہ عطا فرمادے یا میری گردن کت جائے پھر آپ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وائے طرف حمض کے پیچے سے اس راستہ پر چلیں جو نبیۃ المرار کو جاتا ہے اور حدیبیہ مکہ کے نیچے کے حصے میں ہے۔

فالدوالے لشکر نے جب دیکھا کہ حضور نے راستہ بد دیا تو یہ دوڑتے ہوئے قریشیوں کے پاس گئے اور انہیں اسکی خبر دی۔ ادھر حضور جب ثانیہ المرار میں پہنچنے والے کی اونٹی بیٹھ گئی تو اُوگ کہنے لئے اونٹی تھک گئی۔ حضور نے فرمایا:

مَا خَلَّتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا مَا ذَاكَ لَهَا بَخْلُقٌ، وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفَيْلِ

القصواء نہ تو تھکی نہ اس کے بیٹھ جانے کی عادت اسے اللہ تعالیٰ نے روک لیا ہے جس نے مکہ سے باقیوں کو روک لیا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا سنو:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا أَعْطَيْنَاهُمْ إِيَّاهَا

آن مجھ سے جو چیز مانگیں گے جس میں صدر حجی ہو میں انہیں دوں گا۔

پھر آپ نے لشکریوں کا حکم دیا کہ وہ پڑاؤ کریں انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس پوری وادی میں پانی نہیں آپ نے ترکیں میں سے ایک تیر کاٹ کر ایک صحابی کو دیا اور فرمایا اسے بہاں کسی کنویں میں گاڑو۔ اسکے گاڑتے ہی پانی جوش مارتا ہوا اہل پر اعتماد لشکر نے پانی لے لیا اور وہ برابر بڑھتا ہی چلا چارہ تھا۔

جب پڑاؤ ہو گیا تھے میں بدیل بن ورقا اپنے ساتھ قبیلہ خزادہ کے چند لوگوں کو لے کر آیا۔ آپ نے اس سے بھی وہی فرمایا جو بشر بن سفیان سے فرمایا تھا چنانچہ یہ لوگ گئے اور جا کر قریش سے کہا کہ تم لوگوں نے حضور کے بارے میں بڑی عجلت کی۔ حضور تم سے لوانے کو نہیں آئے آپ تو صرف بیت اللہ کی زیارت کرنے کو آئے ہیں تم اپنے فیصلہ پر دوبارہ نظر ڈالو۔

قریشیوں نے انہیں جواب دیا کہ آپ اسی ارادے سے آئے ہوں لیکن یوں اپاٹک تو ہم انہیں بہاں آئے نہیں دیں گے ورنہ لوگوں میں تو بھی با تین ہوں گی کہ آپ مکہ میں گئے اور کوئی آپ کو روک نہ سکا۔

انہوں نے پھر کرز بن حفص کو بھیجا سے دیکھ کر رسول اللہ نے فرمایا یہ عبد شکن شخص ہے اور اس سے بھی وہی فرمایا جو اس سے پہلے دونوں شخصیات سے فرمایا تھا۔ قریشیوں نے پھر حلہمیں بن علقہ کتابی کو بھیجا یہ مختلف ادھر ادھر کے لوگوں کا سردار تھا اسے دیکھ کر حضور نے فرمایا اس قوم سے ہے جو رحمانی کاموں کی عظمت کرتی ہے اپنی قربانی کے جانوروں کو کھڑا کر دو۔

اس نے جو دیکھا کہ ہر طرف سے قربانی کے نشان دار جانور آ جا رہے ہیں تو یہ دیں سے بغیر حضور کے پاس آئے لوٹ گیا اور جا کر قریش سے کہا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہیں حال نہیں کہ تم انہیں بیت اللہ سے روکو اللہ تعالیٰ کے نام کے جانور قربان گاہ سے رکے کھڑے ہیں۔ قریش نے کہا تو تو زر لا اغراہی ہے خاموش ہو کر بیٹھ جا۔

اب انہوں نے عروہ بن مسعود ثقیلی کو بھیجا۔ عروہ نے اپنے جانے سے پہلے کہا کہ اے قریشیوں جن کو تم نے وہاں بھیجا وہ جب واپس آئے تو ان سے تم نے کیا سلوک کیا یہ میں دیکھ رہا ہوں تم نے انہیں برآ کہا اگلی بے عزتی کی ان پر تہمت رکھی

ان سے بدگمانی کی میری سالت تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں مثل کے سمجھتا ہوں۔ تم خوب جانتے ہو کہ جب تم نے ہائے والے کی میں نے اپنی تمام قوم کو اکھنا کیا اور جس نے میری بات مانی میں نے اسے اپنے ساتھ لایا اور وہ تمہاری مدد کے لئے اپنی جان مال اور اپنی قوم کو لے کر آ پہنچا۔

سب نے کہا آپ پچھے ہیں ہمیں آپ سے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔

یہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچ کر کہنے لگا آپ نے ادھر ادھر کے کچھ لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور ۲۴ ہیں اپنی قوم کی شان و شوکت کو آپ ہی توڑنے کے لئے۔ سینے قریشی ۲۴ مسلم ارادہ کر رکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہیچ میں رکھ کر عہد و پیمان کر پکے ہیں کہ ہرگز ہرگز آپ کو اس طرح اچاک زبردستی مکر میں نہیں آئے دیں گے اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ یہ لوگ جو اس وقت بھیڑ لگائے ۲۴ کے اردوگرد کھڑے ہوئے ہیں یہ یہاں کے وقت ذخونڈے بھی نہیں ملیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے نہ رہا گیا آپ نے کہا جالات کی وہ چوتارہ ہم اور رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں!

عروہ نے حضورؐ سے پوچھا یہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا ابو تقافذ کے میئے۔ تو کہنے لگا اگر مجھ پر تیر احسان پہلے کا نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے اس کا مژہ پچھاتا۔

اسکے بعد عروہ نے پھر کچھ کہنے کے لئے رسول اللہؐ کی داڑھی میں ہاتھ دلا۔ اسکی بے ادبی کو حضرت مسیحہ بن شعبہؓ نہ سہار سکتے یہ حضورؐ کے پاس ہی کھڑے تھے توہاں کے ہاتھ میں تھا وہی اتنے ہاتھ پر مار کر فرمایا اپنا ہاتھ دور کھٹک تو حضورؐ کے جسم کو چھوٹنہیں سکتا۔

یہ کہنے لگا تو بڑا ہی بذریعہ اور یہی حادثہ ہے۔

پوچھنے پا آپ نے فرمایا یہ تیر بھیجا مسیحہ بن شعبہ ہے۔

کہنے لگا غدار تو کل تک طہارت بھی نہ جانتا تھا۔

الغرض اسے بھی بھی حضورؐ نے وہی جواب دیا جو اس سے پہلے والوں کو دیا تھا اور یقین دلادیا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے۔

یہ اپنی چلا اور اس نے یہاں کا یہ نقش دیکھا تھا کہ اصحاب رسول کس طرح حضورؐ کے پرواں بنے ہوئے ہیں آپ کے دشوا کا پانی وہ ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں آپ کے چھوٹ کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے وہ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں آپ کا کوئی بال گر پڑے۔ تو ہر شخص پکتا ہے کہ وہ اسے لے لے۔

جب یہ قریشیوں کے پاس پہنچا تو کہنے لگا۔ قریش کی جماعت کے لوگوں میں کسری کے دربار میں اور نجاشی کے ہاں اس کے دربار میں ہوا یا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ان باوشا ہوں کی بھی وہ عظمت اور وہ احترام نہیں دیکھا جو محمد کا دیکھا ہے آپ کے اصحاب تو آپ کی وہ عزت کرتے ہیں اس سے زیادہ ناممکن ہے۔ اب تم سوچ لو اور اس بات کو یاد کرو کہ اصحاب رسول ایسے نہیں کہ اپنے نبی کو تمہارے ہاتھوں میں دے دیں۔

اب آپ نے حضرت عمرؓ کو بدلایا اور مکہ والوں کے پاس بھیجا چاہا، حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا کہ یا رسول اللہ مجھے تو ذر ہے کہ یا لوگ مجھے قتل نہ کروں یہ کیونکہ وہاں میرے قبلہ ہو عذری کا کوئی شخص نہیں ہو مجھے ان قریشیوں سے بچانے کی کوشش کرے اس لئے یہ اچھا نہ ہو گا کہ آپ عثمان بن عفان کو بھیجیں جو انگلی ٹگا ہوں میں مجھ سے زیادہ ذی عزت ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ میں بھیجا کہ جا کر قریش سے کہہ دیں کہ ہم لا نے کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت اور انگلی عظمت پڑھانے کو آئے ہیں۔

زہری کی روایت میں ہے کہ پھر قریشیوں نے سہیل بن عمر و کوآپ کے پاس بھیجا کہ جا کر صلح کرو لیں یہ ضروری ہے کہ اس سال آپؓ مکہ میں نہیں آئے تا کہ عرب ہمیں طعنہ نہ دے سکیں کہ وہ آئے اور تم روک نہ سکے۔ چنانچہ سہیل یہ فارس لے کر چاہ جب حضور نے اسے دیکھا تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ قریشیوں کا ارادہ اب صلح کا ہو گیا جو اسے بھیجا ہے۔

اس نے حضور سے بتائیں شروع کیں دیر تک سوال جواب اور بات چیت ہوتی رہی۔ شرائط صلح پر ہو گئے صرف لکھنا باقی رہا۔

حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے اور فرمائے گئے کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ کیا یہ لوگ مشرکین نہیں ہیں؟

آپ نے جواب دیا کہ ہاں تو کہا پھر کیا وہ ہے کہ ہم اپنے دینی معاملات میں اتنی کمزوری و دکھائیں۔

حضرت صدیقؓ نے فرمایا عمر اللہ کے رسول کی رکاب تھامے رہو ڈاپؓ اللہ کے پچ رسول ہیں، حضرت عمرؓ سے پھر بھی صبر نہ ہو سکا خود رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسی طرح کہا۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

سنومیں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اس کا غلام ہوں میں اسکے فرمان کے خلاف نہیں کر سکتا اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے ضائع نہ کرے گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہنے کو تو اس وقت جوش میں میں حضور اکرمؐ سے یہ سب کچھ کہہ گیا لیکن پھر مجھے ہر ہی نہ دامت ہوئی میں نے اس کے بد لے بہت سے روزے رکھے بہت سی نمازیں پڑیں اور بہت سے غلام آزاد کے اس سے ذر کر کر مجھے اس گستاخی کی کوئی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔

رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو صلح نامہ لکھنے کے لئے بلوایا اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحيم اس پر سہیل نے کہا میں اسے نہیں جانتا یوں لکھنے بسمک اللہمؓ آپ نے فرمایا اچھا یوں لکھو۔

پھر فرمایا لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمر نے کیا اس بات پر کہ

۔ دس سال تک ہم میں کوئی لوتا نہ ہوگی ا لوگ امن و امان سے رہیں گے ایک دوسرے سے بچا ہوار ہے گا

۔ اور یہ کہ جو شخص رسول اللہ کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر چلا جائے گا آپ اسے واپس لوٹا دیں گے

۔ اور جو صحابی رسول اللہ قریشیوں کے پاس چلا جائے گا وہ اسے نہیں لوٹا سکیں گے۔

۔ ہم میں آپ میں لا ایمان بندر میں گی صلح قائم رہے گی کوئی طوق و زنجیر قید و بند بھی نہ ہوگی۔

۔ اسی میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص محمدؐ کی جماعت اور آپ کے عهد و پیمان میں آنا چاہے وہ بھی آ سکتا ہے۔ اس پر بخوبزادے بول اٹھے کہ ہم رسول اللہؐ کے عهد و پیمان میں آئے ہیں اور بونکرنے کہا کہ ہم قریشیوں کے ساتھ ان کے ذمہ میں ہیں۔

صلح نامہ میں یہ بھی تھا کہ اس سال آپ واپس لوٹ جائیں مکہ میں نہ آئیں اگلے سال آئیں۔ اس وقت ہم باہر نکل چائیں گے اور آپ اپنے اصحاب سمیت آئیں تین دن مکہ میں تھبھریں تھیں اسی ہوں جتنے ایک سوار کے پاس ہوتے ہیں تکواریں میان میں ہوں۔

ابھی صلح نامہ کا حاجار ہاتھا جو کل اکیل کے لئے حضرت ابو جندلؐ لو ہے کی بھاری زنجیروں میں بکڑے ہوئے گرتے پڑتے کہ سے چھپتے چھپاتے بھاگ کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ سکیل اٹھ کر انہیں ٹھانچے مارنے شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے اے محمد میرے آپ کے درمیان تفصیل ہو چکا ہے یا اسکے بعد آیا ہے لہذا اس شرط کے مطابق اسے واپس لے جاؤں گا۔ آپ جواب دیتے ہیں لیکن ہے۔

سکیل گھینٹا ہوا حضرت ابو جندلؐ کو لیکر چلتا ہے۔ حضرت ابو جندلؐ بندرا واز سے کہتے ہیں اے مسلمانو مجھے مشکوں کی طرف لوٹا رہے ہو؟ ہمیں یہ مجھ سے میرادیں چھیننا چاہتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ابو جندلؐ سے فرمایا: ابو جندل صبر کرو اور نیک نیت رہ اور طلب ثواب رہ نہ صرف تیرے لئے ہی بلکہ مجھے جیسے جیسے کمزور مسلمان ہیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ راستہ نکالنے والا ہے اور تم سب کو اس دروغِ رنج و الام اور ظلم و ستم سے چھاتنے والا ہے۔ ہم چونکہ صلح کر چکے ہیں شرائط طے ہو چکی ہیں اس بنا پر ہم نے تمہیں سردست واپس کر دیا ہے ہم غدر کرنا شرانکا کے خلاف کرنا عبدِ شفیعی کرنا نہیں چاہتے۔

جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا:

فُوْمُوا فَأْنَّهُرُوا ثُمَّ احْلُّوْا  
اَثْوَابِي اپنی قربانیاں کرلو اور سرمنڈزاو۔

لیکن ایک بھی کھڑا نہ ہوا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

آپ لوٹ کر امام سلمہؐ کے پاس گئے اور فرمائے گے لوگوں کو یہ کیا ہو گیا؟

ام المؤمنین نے جواب دیا اور رسول اللہؐ صدے میں ہیں آپ ان سے کچھ نہ کہنے سیدھے اپنی قربانی کے پاس جائیں اور جسے جہاں وہ ہو قربان کر دیجئے اور خود سرمنڈزا لیجئے پھر تو ممکن ہے کہ اور لوگ بھی کریں۔

آپ نے بھی کیا اب کیا تھا ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا قربانی کو قربان کیا اور سرمنڈزا لیا۔ یہاں سے واپس جاتے ہوئے آدھا راستہ طے کیا تھا جو سورہ الفتح نازل ہوئی۔

پر رواہت چند تہذیبوں کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی ہے۔

جس وقت ابو جندلؑ نے مسلمانوں سے فریاد کی اس وقت حضرت عمرؓ حاضر ہوئے اور وہ کہا جو پہلے گزر چکا ہے۔ پھر پوچھا کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا کہ ہم بیت اللہ میں جائیں گے اور اس کا طواف بھی کریں گے۔

آپؐ نے فرمایا ہاں یہ تو میں نے کہا ہے لیکن یہ تو نہیں کہ یہ اسی سال ہو گا۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں یہ تو آپؐ نے نہیں فرمایا تھا۔

آپؐ نے فرمایا بس تو تم وہاں جاؤ گے اور بیت اللہ کا طواف ضرور کرو گے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں پھر حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اور وہی کہا جکا بیان اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا اور ہے کہ کیا حضور اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں؟ اسکے جواب میں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ہاں ہیں۔ پھر میں نے حضورؐ کی پیشگوئی کا اسی طرح ذکر کیا اور وہی جواب ملا جو ذکر ہوا جو جواب خود رسول اللہؐ نے دیا تھا۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اونٹ کو نحر کیا اور سرمنڈ والیا پھر تو سب صحابہ ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اور قربانیوں سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کا سرخود موڑنے لگے۔ اس کے بعد ایمان والی عورتیں حضورؐ کے پاس آئیں جن کے بارے میں آیت بـ ایہا الذین (10:60) نازل ہوئی اور حضرت عمرؓ نے اس حکم کے ماتحت اپنی دو شرک یہو یوں کو اسی دن طلاق دے دی۔

مدینہ پہنچنے کے بعد ابو ابیضیرؓ نامی ایک قریشی جو مسلمان تھے موقہ پا کر مکہ سے نکل کر رسول اللہؐ کے پاس مدینہ پہنچا اسکے پیچھے ہی دو کافر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عبد نامہ کی بنا پر اس شخص کو واپس کیجئے ہم قریشیوں کے پیچھے ہوئے قاصد ہیں اور ابو ابیضیرؓ کو لینے کے لئے آئے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا اچھی بات ہے میں اسے واپس کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے ابو ابیضیرؓ کو انہیں سونپ دیا۔

یہ انہیں لے کر چلے جب ذوالحیہ پہنچ اور بے فکری سے وہاں بھجوڑیں کھانے لگے تو حضرت ابو ابیضیرؓ نے ان میں سے ایک شخص سے کہا و اللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ کی تلوار نہیاں ہی عمدہ ہے۔ اس نے کہا بیک بہت ہی اچھے اور ہے کی ہے میں نے بارہا اسکا تجربہ کر لیا ہے اسکی کاش کیا کہنا ہے؟ یوں کہتے ہوئے اس نے تلوار میان سے نکال لی۔ ابو ابیضیرؓ نے ہاتھ بڑھا کر کہا ذرا مجھے دو کھانا اس نے دے دی۔ آپؐ نے ہاتھ میں لیتے ہی توں کر ایک ہی ہاتھ میں اس کا فرکا کام تمام کر دیا۔ دوسرا بھاگ گیا اور مدینہ پہنچ کر دم لیا۔ سے دیکھتے ہی حضورؐ نے فرمایا یہ ہو ہی گجراء ہٹ میں ہے کوئی خوفناک منظر دیکھ چکا ہے۔

قریب پہنچ کر دہائیاں دیتے گا کہ یا رسول اللہ میرا ساتھی تو مارڈ والا گیا اور میں بھی اب چوڑے دم کا ہی مہمان ہوں دیکھئے وہ آیا۔ اتنے میں حضرت ابو ابیضیرؓ پہنچ گئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذمے کو پورا کر دیا ہے اب آپؐ نے اپنے وعدے کے مطابق مجھے اسکے حوالے کر دیا۔ اب یہ اللہ کی کرمی ہے کہ اس نے مجھے ان سے رہائی دلوائی۔ آپؐ نے فرمایا:

وَيَلِّ أُمَّهٖ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ مَعَهُ أَحَدٌ

افوس یہ کیا شخص ہے؟ یہ تو لا اتنی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔

یہ سنتے ہی ابو بصیر پوچھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے آپ شاید مجھے دوبارہ مشرکین کے خواہے کر دیں گے یہ سوچتے ہی حضورؐ کے پاس سے چلے گئے مدینہ کو الوداع کہا اور سمندر کے کنارے کی طرف چل دیجئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ یہ واقع مشہور ہو گیا۔

اوھر سے ابو جندل بن سہیل چنہیں حدیبیہ میں اسی طرح رسول اللہؐ نے واپس کیا تھا وہ بھی موقع پا کر پھر مکہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور برادہ راست حضرت ابو بصیرؓ کے پاس چلا گئے اب یہ ہوا کہ مشرکین قریش میں سے جو بھی ایمان قبول کرتا سیدھا حضرت ابو بصیرؓ کے پاس آ جاتا اور یہیں رہتا یہاں تک کہ ایک خاصی معقول جماعت ایسے ہی ا لوگوں کی یہاں جمع ہو گئی اور انہوں نے یہ کرنا شروع کیا کہ قریشیوں کا جو تقابل شام کی طرف جانے کے لئے لکھتا یا اس سے جنگ کرتے جس میں قریشی کفار قتل بھی ہوئے اور انکے مال بھی ان مجاہد مسلمانوں کے ہاتھ گئے۔

یہاں تک کہ قریشی بھگ ۲ گئے بالآخر انہوں نے پیغمبرِ الہی کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ حضرت خدا را ہم پر رحم فرمائ کر ان لوگوں کو وہاں سے اپنے پاس بلوایجیے ہم ان سب سے دستبردار ہوتے ہیں ان میں سے جو بھی آپ کے پاس جائے وہ اُمُّ میں ہے ہم آپ کو اپنی رشیت داریاں یاد دلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتے ہیں کہ انہیں اپنے پاس بلوایں۔

حضرتؐ نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور ان سب کو اپنے پاس بلوایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَهُوَ الَّذِي كَفَأَ أَيْدِيهِمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ عَنْهُمْ بَيْطَنْ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَطْفَرْكُمْ عَلَيْهِمْ ...

نبی کا خواب بمنزلِ وحی کے ہوتا ہے:

**لَقْدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولُهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ...**

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے مطابق واقعہ خواب سچا کر دکھایا۔

رسول اللہؐ نے خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں گئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ نے اسکا ذکر اپنے اصحاب سے مدینہ میں ہی کر دیا تھا۔ حدیبیہ والے سال جب آپ عمرے کے ارادے سے چلے تو اس خواب کی ہنا پر صحابہؓ کو یقین کامل تھا کہ اس سفر میں ہم کامیابی کے ساتھ اس خواب کا ظہور دیکھ لیں گے وہاں جا کر جو رنگت بدی ہوئی دیکھی یہاں تک کہ صلح نامہ لکھ کر بغیر زیارت بیت اللہ والپس ہونا پڑا تو ان صحابہؓ پر نہایت شاق گزرا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے تو خود حضورؐ سے یہ کہا بھی کہ آپ نے تو ہم سے فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف سے مشرف ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:

بَلَى أَفَأَخْبَرْتُكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ عَامَكَ هَذَا؟

یہ صحیح ہے لیکن یہ تو میں نے نہیں کہا تھا کہ اسی سال ایسا ہو گا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ آپؓ نے فرمایا پھر جلدی کیا ہے؟

فَإِنَّكَ آتَيْهِ وَمُطْوَّفٌ بِهِ

تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور طواف بھی یقیناً کرو گے۔

پھر حضرت صدیقؓ سے یہی کہا اور صحیک لفظ بلفظ یہی جواب پایا جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

... لَتَدْخُلُنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ...

کہ انشاء اللہ تم یقیناً پورے امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں جاؤ گے

... آمِنِينَ مُحَلَّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقصَّرِينَ لَا تَخَافُونَ ...

سرمنڈواستے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے چین کے ساتھ نذر ہو کر،

اس مبارک خواب کی تاویل کو صحابہؓ نے دیکھ لیا اور پورے امن و اطمینان کے ساتھ مکہ میں گئے اور وہاں جا کر حرام کھولتے ہوئے بعض نے اپنا سرمنڈوا یا اور بعض نے بال کتروائے۔

صحیح حدیث میں ہے رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

رَحْمَ اللَّهُ الْمُحَلَّقِينَ

اللَّهُ تَعَالَى سرمنڈوانے والوں پر حرم کرے۔

لوگوں نے کہا حضرت اور کتروانے والوں پر بھی۔

آپؓ نے دوبارہ یہی فرمایا۔

لوگوں نے وہی کہا آخر تیری یا چوچی دفعہ آپؓ نے کتروانے والوں کے لئے بھی رحم کی دعا کی۔

... لَا تَخَافُونَ...

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تَخَافُون بے خوف ہو کر یعنی مکہ میں جاتے وقت بھی امن و امان سے ہو گے اور مکہ کا قیام بھی ہے خوبی کا ہو گا۔ چنانچہ عمرہ قضا میں یہی ہوا یہ عمرہ ذی قعده سنے ہجری میں ہوا تھا۔

آپؓ ذی قعده کے مہینے میں اویٰ ذی الحجه اور حرم تو مہینہ میں قیام رہا، صفر میں نبیر کی طرف گئے اسکا کچھ حصہ تو از روئے جنگ فتح ہوا اور کچھ حصہ از روئے صلح مسخر ہوا۔ یہ بہت بڑا علاقہ تھا اس میں سمجھوتوں کے باغات اور کھیتیاں بکثرت تھیں، یہیں کے یہودیوں کو آپؓ نے بطور خادم یہاں رکھ کر ان سے یہ معاملہ لٹے کیا کہ وہ باغات اور کھیتیاں کی حفاظت اور خدمت کریں اور پیداوار کا نصف حصہ دے دیا کریں۔

نجیر کی تقسیم رسول اللہ صرف ان ہی صحابہ میں کی جو حدیبیہ میں موجود تھے انکے سوا اسکی اور کو اس جنگ میں آپ نے حصہ دار نہیں بنا�ا۔ بجز ان لوگوں کے جو جوش کی بھرت سے وہ اپس آئے تھے حضرت جعفر بن ابو طالب اور انکے ساتھی حضرت ابو موسیٰ اشعری اور انکے ساتھی اور صالح حدیبیہ میں جو حضرات حضورؐ کے ساتھ تھے وہ سب اس فتح نجیر میں بھی ساتھ تھے بجز حضرت ابو دجانہ سماع بن خرشش۔

یہاں سے آپؐ وہ اپس تشریف لائے ذی القعدہ بھری میں اہل حدیبیہ کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ذوالحدیقہ سے احرام باندھا قربانی کے لئے ساتھ اونٹ لئے اور بیک پکارتے ہوئے ظہران کے قریب پہنچ کر حضرت محمد بن سلمہؓ کو کچھ گھوڑے سواروں کے ساتھ تھیمار بند آگے آگے روانہ کیا، اس سے مشرکین کے اوسان خطا ہو گئے اور مارے رعب کے انکے کلیج اچھلے گئے انہیں خیال گزرا کہ یہ تو پوری تیاری اور کامل ساز و سامان کے ساتھ ہے یہیں تو ضرور لڑائی کے ارادے سے ہی آئے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ دوزے ہوئے مکہ گئے اور اہل مکہ کو اسکی اطلاع دی۔

حضورؐ جب مرظہران میں پہنچے جہاں سے کعبہ کے بہت دکھانی دیتے تھے تو آپؐ نے تمام نیزے بھالے تیرکمان وادی یا نجی میں بھیج دیئے مطابق شرط صرف تکواریں پاس رکھ لیں اور وہ بھی میان میں تھیں۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ قریش کا بھیجا ہوا آدمی مکر زب حفصؓ یا اور کہنے لگا حضورؐ آپؐ کی عادت تو عہد توڑنے کی نہیں۔

حضورؐ نے پوچھا کیا بات ہے؟

وہ کہنے لگا کہ آپؐ تیر اور نیزے لے کر آ رہے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا نہیں ہم نے تو وہ سب یا نج بھیج دیئے ہیں۔

اس نے کہا یہی نہیں آپؐ کی ذات سے امید تھی آپؐ بھیش سے بھلانی تھی اور دفادری کرنے والے ہیں۔

برداران کفار تو بوجہ غیظ و غضب اور رنج و غم کے شہر سے باہر چلے گئے کیونکہ وہ تو آپؐ کو اور آپؐ کے اصحاب کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے اور جو لوگ مکہ میں رہ گئے تھے وہ سب مرد عورت پہنچ تمام راستوں، کوٹھوں اور چھتوں پر کھڑے ہو گئے اور ایک استغما کی نظر سے اس مخلص گروہ کو اس پاک لٹکر کو اس خدا تعالیٰ فوج کو دیکھ رہے تھے۔

آپؐ نے جانور ذی طوی میں بھیج دیئے تھے خود آپؐ اپنی اونٹی قسواء پر سوار تھے آگے آگے آپؐ کے اصحاب تھے جو برادر بیک پکارتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن رواجہ انصاریؐ آپؐ کی اونٹی کی نکلیں تھا میں ہوئے تھے اور یہ اشعار پڑھے۔

اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے دین کے سوا اور کوئی دین قابل قبول نہیں۔

اس اللہ کے نام سے جسکے رسول حضرت محمدؐ ہیں۔

اے کافروں کے پیچوے حضورؐ کے راستے سے ہٹ جاؤ

آج ہم تمہیں آپؐ کے لوئے پر بھی ویسا ہی ماریں گے

چیسا کہ آپ کے آنے پر مارا تھا

وہ مار جو دماغ کو اس کے ٹھکانے سے ہٹا دے

اور ووست کو ووست سے بھلا دے۔

اللہ تعالیٰ رحم والے نے اپنی وحی میں نازل فرمایا ہے

جو ان صحیفوں میں محفوظ ہے جو اسکے رسول کے سامنے تلاوت کے جاتے ہیں

کہ سب سے بہتر موت شہادت کی موت ہے جو اسکی راہ میں ہو۔

اے میرے پروردگار میں اس بات پر ایمان لا چکا ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ اس عمرے کے سفر میں جب حضور میرا الطبر ان میں پہنچ تو صحابہ نے سن کر اہل مکہ کہتے ہیں یہ لوگ بوجہ کمزوری کے انھیں بینج نہیں سکتے یہ سن کر صحابہ حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنی سواریوں کے چند جانور زخم کر لیں اتنا کوشت کھائیں اور شور باعثیں اور تازہ دم ہو کر مکہ جائیں۔

آپؐ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو تمہارے پاس جو کھانا ہوا سے جمع کرو۔

چنانچہ دستر خوان بچھایا اور کھانے پہنچھ تو حضورؐ کی دعا کی وجہ سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب نے کھاپی لیا اور تو شے داں بھر لئے۔

آپؐ مکہ مکرمہ میں آئے سید ہے بیت اللہؐ کے قریشی حلیم کی طرف بیٹھنے ہوئے تھے آپؐ نے چادر کے پلے دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لئے اور اصحاب سے فرمایا یہ لوگ تم میں سے سنتی اور لاغری محسوس نہ کریں۔ اب آپؐ نے رکن کو بوس دے کر دوڑنے کی سی چال سے طواف شروع کیا جب رکن یمانی کے پاس پہنچ جہاں قریش کی نظریں نہیں پڑتی تھیں تو وہاں سے آہستہ آہستہ چل کر جھرا سودتک پہنچ۔

قریش کہنے لگے تم لوگ تو ہر فوں کی طرح چوکڑیاں بھر رہے ہو کو یا چنانچہ میں پسند نہیں۔

تین مرتبہ تو آپؐ اسی طرح بلکہ دوڑ کی سی چال جھرا سود سے رکن یمانی تک چلتے رہے۔ تین پھرے اسی طرح کئے چنانچہ بھی مسنون طریقہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے جدت الوداع میں بھی اسی طرح طواف کے تین پھرروں میں رمل کیا یعنی بلکہ چال چلتے۔

بناری و مسلم میں ہے کہ اصحاب رسول کے لئے مدینہ کی آب و ہوا شروع میں پہنچنا موافق پڑی تھی اور بناری وجہ سے یہ پہنچ لاغر ہو گئے تھے جب آپؐ مکہ پہنچ تو مشرکین مکہ نے کہا یہ لوگ جو آرہے ہیں انہیں مدینے کے بنار نے کمزور اور است کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس کلام کی خبرا پہنچ کر دی۔ مشرکین حلیم کے پاس بیٹھنے ہوئے تھے آپؐ

نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ مجرم سود سے لے کر رکن یمانی تک طواف کے پہلے تین پھرروں میں دکھی چال چلیں اور رکن یمانی سے مجرم سود تک جہاں جانے کے بعد مشرکین کی ناکا ہیں نہیں پڑتی تھیں وہاں اپنی چال چلیں۔ پورے سات پھرروں میں رمل کرنے کو نہ کہنا یہ صرف بطور حرم تھا۔

مشرکوں نے جب دیکھا کہ پتوس کے سب کو دکھ کر پھر تھی اور پھر تھی سے طواف کر رہے ہیں تو اپنے میں کہنے لگے کیوں جی انہیں کی نسبت از ارکھا تھا کہ مدینے کے بخار نے انہیں ست ولاغز کر دیا ہے؟ پلوگ تو فلاں فلاں سے بھی زیادہ چست و چالاک ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ والقعدہ کی پڑھتی تاریخ کو مکہ مکران پڑھ کر نہیں تھے۔

اور روایت میں ہے کہ مشرکین اس وقت تھیں کہ عیقان کی طرف تھے۔ حضورؐ کا صفا مروہ کی طرف سعی کرنا بھی مشرکوں کو اپنی قوت دکھانے کے لئے تھا۔

**فَعِلْمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا ...  
وَهُوَ الْمُوْرُوكُوْجَا تَبَّا بِهِ جَنْبِهِيْسْ تَمْبِيْسْ جَانَتْ**

**... فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذِلْكَ فَثَّا قَرِيبًا (۲۷)**

پس اس لئے اس سے پہلے ایک نزویک کی پیغامیں میسر کی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ جس خیر و مصلحت کو جانتا تھا اور جسے تم نہیں جانتے تھے اسکی بنا پر تمہیں اس سال مکد میں نہ جانے دیا اور اگلے سال جانے دیا اور اس جانے سے پہلے ہی جس کا وعدہ خواب کی ٹھیک میں رسول اللہ سے ہوا تھا تمہیں پیغام قریب عحایت فرمائی یہ فتح وہ صلح ہے جو تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان ہوئی۔

**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ...  
وَهُنَّ هُنَّ بِهِ جَنْبِهِيْسْ تَبَّا بِهِ رَسُولُكُوْجَا تَمْبِيْسْ كَمَسْ تَهْرِيْسْ كَمَسْ تَهْرِيْسْ**

اللہ تعالیٰ مونوں کو خوشخبری سناتا ہے کہ وہ اپنے رسول کو ان دشمنوں اور تمام دشمنوں پر فتح دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ بھیجا ہے۔

شریعت میں دو ہی چیزیں ہوتی ہیں علم اور عمل۔ پس علم شرعی صحیح علم ہے اور عمل شرعی مقبولیت والا عمل ہے اسکے اخبار پرچھ اسکے احکام سرا سر عدل و حق والے۔ چاہت یہ ہے کہ روئے زمین پر جتنے دین ہیں عربوں میں یعنی ہمیں میں مسلمین میں مشرکین میں ان سب پر اس اپنے دین کو غالب اور ظاہر باہر کر دے۔

**وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (۲۸)**

**أَوْ رَاللَّهُ تَعَالَى كَافِيٌ بِهِ اَطْهَارُنَّ كَرَنَّ وَالاَ-**

اللہ کافی کوہ ہے اس بات پر کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ہی آپ کا مددگار ہے۔

**مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ...**

**محمد اللہ کے رسول ہیں**

**... وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ بَيْتِهِمْ ...**

اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں کافروں پر بخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں

ان آجیوں میں پہلے نبیؐ کی صفت و شایان ہوتی کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر آپ کے صحابہ کی صفت و شایان ہوتی ہے کہ وہ صالحین پر بختنی کرنے والے اور مسلمانوں پر نرمی کرنے والے ہیں جیسے اور آیت میں ہے:

**أَذْلَلُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْزَزُ عَلَى الْكَفَرِينَ (5:54)**

مومنوں کے ساتھ نرم کفار کے مقابلہ میں گرم۔

هر مومن کی بھی شان ہوتی چاہئے کہ وہ مومنوں سے خوش خلق اور متواضع رہے اور کفار پر بختنی کرنے والا اور کفر سے ناخوش رہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا فَإِنَّ الَّذِينَ يَلُونُكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلَيَجِدُوا فِيكُمْ غُلْظَةً (9:123)**

ایمان والواپس کے کافروں سے جہاد کرو وہ تم میں بخوبی محسوس کریں۔

رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

**مَثَلُ الْمُؤْمِنِ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضُّوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمْمَى وَالسَّهَرِ**

آپ کی محبت اور نرم ولی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر کسی ایک عضو میں درد ہو تو سارا جسم بیقرار ہو جاتا ہے کسی بخار چڑھ جاتا ہے کسی نیند اچاٹ ہو جاتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں:

**الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشْدُدُ بَعْضُهُ بَعْضًا**

مومن مومن کے لئے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچتا اور مشبوط کرتا ہے۔ پھر آپؐ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ملا کر بتلا کیں۔

**... تَرَاهُمْ رُكَعًا سُجَّدًا ...**

**تو انہیں دیکھیے کہ کر کوع اور سجدے کر رہے ہیں**

یہاں انکا ایک اور وصف بیان فرمایا کہ بکیاں بکثرت کرتے ہیں، خصوصاً نماز ہوتا میکیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

... يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرَضُوا نَا ...

اللَّهُ تَعَالَى كَرِيْمٌ فَضْلُهُ اَكْثَرُ مِنْ حِلَالٍ

یہاں انکی تینیوں میں چار چاند لگانے والی چیز کا بیان کیا یعنی انکے خلوص اور رضاۓ رب طلبی کا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور انکی رضاۓ کے متلاشی ہیں۔

یہ اپنے اعمال کا بدال اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں جو جنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی رضاۓ مندی بھی انہیں عطا فرمائے گا جو بہت بڑی چیز ہے۔

... سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثْرِ السُّجُودِ ...

انکا نشان انکے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے اثر سے علامت ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں۔  
مجاہد فرماتے ہیں خشوع اور تواضع ہے۔

حضرت منصورؓ حضرت مجاہدؓ سے کہتے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ اس سے مراد نماز کا نشان ہے جو مانتھے پر پڑھ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو انکی پیشانیوں پر بھی ہوتا ہے جن کے دل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں نماز انکے چہرے اچھھے کر دیتی ہے۔

بعض سلف سے منقول ہے جو رات کو بکثرت نماز پڑھنے کا اسکا چہرہ خوبصورت ہو گا۔

حضرت جابرؓ کی روایت سے اہن ماچہ کی ایک مرفوع حدیث میں بھی یہی مفہوم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کی وجہ سے

۔ دل میں نور ہوتا ہے

۔ چہرے پر رoshni آتی ہے

۔ روزی میں کشادگی ہوتی ہے

۔ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے اندر وہی پوشیدہ حالات کی اصلاح کرے اور بھلائیاں پوشیدگی سے کرے اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کی سلوٹوں اور اسکے زبان کے کناروں پر ان تینیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

الغرض دل کا آئینہ چہرہ ہے جو اس میں ہوتا ہے اسکا اثر چہرے پر ہوتا ہے پس مومیں جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے اپنا باطن سنوار لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے خاہر کو بھی لوگوں کی لگا ہوں میں سنوار دیتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے خاہر کو بھی ارتستہ بھراستہ کر دیتا ہے۔  
طبرانی میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں:  
جو شخص جیسی بات پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسکی چادر اور زحاد دیتا ہے۔ اگر وہ پوشیدگی بھلی ہے تو بھلامی کی اور اگر بردی ہے تو برائی کی۔

مسنداً حمد میں آپؐ کا فرمان ہے:  
اگر تم میں سے کوئی شخص کسی شہوں چین میں گھس کر جس کا نہ کوئی دروازہ ہوتا اس میں کوئی سوراخ ہو کوئی عمل کرے گا اللہ اسے بھی لوگوں کے سامنے رکھ دے گا۔ برائی ہو تو اور بھلامی ہو تو۔  
مسند احمد کی اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

إِنَّ الْهَدِيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتُ الصَّالِحَ، وَالْفِقْصَادَ، جُزْءٌ مِّنْ خَمْسَةٍ وَعَشْرِينَ جُزْءًّا مِّنَ النُّبُوَّةِ  
نیک طریقہ اچھا خلق اور میانہ روی ثبوت کے پیچوں حصہ میں سے ایک حصہ ہے۔

الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیتیں خالص تھیں اعمال اپنے تھے پس جس کی نگاہ ان کے چہروں پر پڑتی تھی اسے اسکی پاکبازی فوج جاتی تھی اور وہ انکے چال چلن اور انکے اخلاق اور انکے طریقہ کار پر خوش ہوتا تھا۔

حضرت امام مالکؓ کا فرمان ہے کہ جن صحابہؓ نے شام کا ملک فتح کیا جب وہاں کے انصار انکے چہرے دیکھتے تو بے ساختہ پکار اخنتہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ حضرت میسی کے حواریوں سے بہت ہی بہتر و افضل ہیں۔

فی الواقع انکا یہ قول صحابہؓ ہے انکی کتابوں میں اس امت کی فضیلت و عظمت موجود ہے اور اس امت کی صفت اول انکے بہتر و بزرگ اصحاب رسول ہیں اور خود ان کا ذکر بھی انکی کتابوں میں اور پہلے کے واقعات میں موجود ہے۔

**...ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التُّورَاةِ ...**

**انکی یہی صفت تورات میں ہے**

پس فرمایا یہی مثال انکی تورات میں ہے۔

**... وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَأَهُ فَازَرَهُ فَاسْتَعْلَظَ ...**

اور انکی صفت انجلیل میں ہے۔ مثلاً اس حقیقت کے جس نے اپنا پھانکا لاپھرا سے منبوط کیا اور وہ مونا ہو گیا

**... فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَاعَ لِيغْفِظُ بِهِمُ الْكُفَّارَ ...**

پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ انکی وجہ سے کافروں کو چڑائے

الله تعالیٰ فرماتا ہے اور انکی مثال انجلیل میں مانند حقیقت کے بیان کی گئی ہے جو اپنا بہرہ نکالتی ہے پھر اسے منبوط اور قوی کرتی ہے پھر وہ طاقتور اور مونا ہو جاتا ہے اور اپنی بال پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اب کھیتی والے کی خوشی کا کیا پوچھنا ہے؟ اسی طرح اصحاب رسول ہیں کہ انہوں نے آپؐ کی تائید و نصرت کی پس وہ آپؐ کے ساتھ وہی تعلق رکھتے ہیں جو پڑھنے اور بہرے کو بھیت سے تھا۔ یا اس لئے کہ کفار جھینپیں۔

## اصحاب رسول سے بعض و معنا دکفر ہے:

حضرت امام مالکؓ نے اس آیت سے رافضیوں کے کفر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ سے چلتے ہیں اور ان سے بعض رکھنے والا کافر ہے۔ علماء کی ایک جماعت بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ ہے۔

صحابہ کرام کے فضائل میں اور انکی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے میں بہت سی احادیث آئیں ہیں۔ خود رب تعالیٰ نے انکی تعریفیں بیان کیں اور ان سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہے۔ کیا انکی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟

... وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (۲۹)

ان ایمان والوں اور شاستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اس کا وعدہ ہے کہ انکے گناہ معاف اور انکا اجر عظیم اور رزق کریم ثواب جزیل اور بدله کبیر ثابت۔

یاور ہے کہ **مَنْهُمْ** میں جو من ہے وہ یہاں بیان جنس کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ سچا اور اصل وعدہ ہے جو نہ بدلتے۔ خلاف ہوا کئے قدم پر قدم چلنے والے انکی روشن پر کار بند ہونے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ثابت ہے لیکن فضیلت اور سبقت اور کمال اور بزرگی جوانہیں ہے امت میں سے کسی کو نہیں۔ اللہ ان سے خوش یہ اللہ تعالیٰ سے راضی یہ جتنی ہوچکے اور بدلتے پائے۔

صحیح مسلم میں ہے حضور فرماتے ہیں:

لَا تَسْبُوا أَصْنَابَيِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَآ أَخَذَكُمْ أَنْقَقَ مِثْلَ أَحْدِ ذَهَبًا، مَا أَذْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا  
نَصِيفَهُ

میرے صحابہ کو ہر ان کہو انکی بے اوپی اور گستاخی نہ کرو۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں سیری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احمد پہاڑ کے ہر ابر سونا غریب کرے تو انکے تین پاؤ اناج بلکہ ذیزدہ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پاسکتا۔

